بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

تصریحات

ان کا محاسبہ کیجئے، ورنہ یہ پوری قوم کو لے ڈوبیں گے!

یہ دور فلمی رسالوں، ڈائجسٹوں اور اخبارات کا دور ہے۔ ادب کی خوب خوب مٹی پلید کی جارہی ہے اور لادینیت، عریانی، فحاشی، بے حیائی اور بے غیرتی کو ایک منظم منصوبہ کے تحت اس قوم میں رواج دیا جارہا ہے۔ انداز اپنا اپنا ہے۔ بعض ہفتہ وار رسائل نے "سنسنی خیز اعترافات" کا مستقل عنوان قائم کر رکھا ہے۔ جس کے تحت ہر اشاعت میں کسی بے شرم مرد یا بے حیا عورت کی طرف، آپ بیتی کی صورت میں کوئی نہ کوئی داستان منسوب ہوتی ہے جس کے واقعات، مقامات اور کردار چاہے فرضی ہوں مگر ایک بات بہرحال طے ہے کہ اس کا اصل موضوع سوائے جنسیت اور بے غیرتی کے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

فلمی رسالوں کا تعارف ضروری نہیں، ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ننگی تصویروں کے ایسے البم ہیں جن کا کام صرف یہ ہے کہ اخلاق کی جڑیں کاٹیں، نوجوان نسل کے ذہنوں کو مسموم کریں اور انسان کو انسانیت ہی کیلئے ایک بدنما داغ بنا دیں۔

بعض ڈائجسٹ ایسے ہیں جو یا تو مغربی کہانیوں کے ترجمے شائع کرتے ہیں جن میں مغربیت پوری طرح جھلک رہی ہوتی ہے اور جو ظاہر ہے مشرق والوں کو بہر طور راس نہیں آسکتی ــــ اور یا انہوں نے پر اسرار اور تحیر خیز واقعات کے کئی ایک نہ ختم ہونے والے طویل سلسلے شروع کر رکھے ہیں، جن کی خصوصیات مختصر ترین الفاظ میں یہ ہیں:

ا۔ یہ واقعات، جھوٹ، مبالغہ اور رنگ آمیزی کا ایک ایسا شاہکار ہوتے ہیں کہ سچائی کا وجود ختم ہوتا نظر آئے اور انسان ان کو پڑھ کر حقائق کی دنیا سے دور کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جائے۔

۲ - پنڈتوں، مہاپنڈتوں، پجاریوں اور سادھوؤں سے ایسی ایسی شیطانی قوتوں کا ظہور کہ خود شیطان بھی پناہ مانگے اور فرشتۂ اجل بھی (واقعات کے مطابق) ان کے سامنے بے بس ہو کر رہ جائے ——— یہ کھلم کھلا ہندوازم کا پرچار ہے۔

۳ - پیروں، فقیروں اور سیدوں سے ایسی ایسی روحانی قوتوں کو منسوب کر دینا کہ جن سے نہ صرف اسلام کا دور کا واسطہ نہیں بلکہ یہ باتیں خود روحانیت کے چہرے پر کوڑھ کا داغ معلوم ہوں۔

۴ - ہر داستان کے ہیرو کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی ہر رات بد معاشیوں کی نذر ہو اور وہ اپنی ان بیہودگیوں کا تذکرہ مزے مزے لے کر کرے۔ کہانی کا مرکزی تخیل عورت کا حصول (یعنی ہینیت) ہوتا ہے اور یہی لگن کبھی کبھی ہیرو کو فحاشیوں سے تائب بھی کر دیتی ہے۔ لیکن توبہ اور گناہوں کا یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا تاوقتیکہ کہانی ختم نہ ہو جائے جبکی نوبت کم از کم چالیس قسطوں کے بعد ہی آتی ہے۔

——— رہے اخبارات، تو کوئی اخبار (سوائے چند ایک کے) فلمی اشتہارات کے بغیر نہ تو مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی، اخبار کے مالک کی دانست میں، زندہ رہ سکتا ہے۔ اور اشتہارات بھی ایسے کہ جن کی صرف تصویر ہی ننگی نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات تحریر کے ساتھ ساتھ تہذیب بھی ننگی ہو جاتی ہے ——— اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے، نمونہ اور مثال پیش کرنے کے تو ہم متحمل ہو ہی نہیں سکتے۔

ڈائجسٹوں، فلمی رسالوں اور اخبارات کا یہ وہ مختصر تجزیہ ہے جس کو بڑے محتاط الفاظ میں ہم نے بیان کیا ہے۔ اگرچہ یہ محتاط رویہ بھی ہمیں ڈر ہے، بعض ذہنوں کو ضرور کھٹکے گا۔ کیونکہ ہمارے ہاں یہ رسم بد چل نکلی ہے کہ دینی حلقے سے متعلق کسی شخص کے لئے تو جرم کی نشاندہی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے لیکن ایک عام شخص کا گناہوں میں سرتاپا غرق ہو جانا بھی قابلِ اعتراض نہیں سمجھا جاتا۔

——— سوال یہ ہے کہ کیا دینِ اسلام اور اس کے احکام و منہیات ایسے ہی لاوارث ہیں کہ نہ صرف ان کی پرواہ نہ کی جائے بلکہ ان کا نام لینے والا بھی مذموم گردانا جائے ——— اور کیا امتِ محمدیہ ایسی ہی گئی گذری ہے کہ اس کے جذبات سے کھیلا جائے، اس کے احساسات کو مجروح کیا جائے اور اس کی روایتی غیرت و عزت کو صفحۂ قرطاس پر اچھالا جائے؟ ——— کیا اس ملک کی قدر و قیمت یہی ہے کہ اس میں رہ کر بھی اس کے بنیادی نظریات کی تحریری، تقریری اور عملی طور پر مخالفت کی جائے اور دشمن اور کافر ملک کے نظریات اس کے مکینوں میں ذہنوں میں ٹھونسے جائیں ——— کیا نظریہ پاکستان یہی (بقیہ بر صفحہ ۴۶)